بسم اللہ الرحمن الرحیم

کسی کی تعظیم کے لیے کھڑے ہونے سے حدیث پاک میں منع کیا گیا ہے ؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی معزز شخص، عالم یا بزرگ کی تعظیم کے لیے کھڑے ہونے کا حکم شرعی کیا ہے؟ بعض احادیث سے بظاہر اس کی ممانعت معلوم ہوتی ہے، مثلاً نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے عجمیوں کی طرح کسی کے لیے بطورِ تعظیم کھڑے ہونے سے منع فرمایا ہے، یونہی مشکوۃ شریف کی روایت کے مطابق صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھُم آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر کھڑے نہیں ہوتے تھے، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اسے پسند نہیں فرماتے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان ممانعت والی احادیث کی روشنی میں قیام تعظیمی کا اصل حکم کیا ہے؟ نیز ممانعت پر دلالت کرنے والی ان احادیث کا درست مفہوم اور توجیہ کیا ہے؟

جواب

دینی شخصیت مثلاً صالح عالم دین، مشائخ کرام، اساتذہِ علم دین، والدین اور نیک حکمران کی تعظیم اور عزت کے لیے کھڑا ہونا، جائز بلکہ مستحب عمل ہے۔ روایات اور آثارِ صحابہ سے ایسا قیام ثابت ہے۔ جہاں تک سوال میں جن دو روایات کی طرف اشارہ ہے، کہ جن میں بظاہر تعظیماً کھڑے ہونے کو ناپسند قرار دیا گیا، وہ دونوں حدیثیں اور اُن کے متعلق شارحینِ حدیث کی بیان کردہ تفصیلات و توجیہات درج ذیل ہیں۔

پہلی حدیث :

"مشکوۃ المصابیح" میں ہے : خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متکئا علی عصا فقمنا فقال: "لا تقوموا کما یقوم الأعاجم یعظم بعضها بعضا" ترجمہ : نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم ایک لاٹھی کا سہارا لیے ہوئے باہر تشریف لائے، تو ہم کھڑے ہو گئے۔ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس طرح کھڑے نہ ہوا کرو، جس طرح عجمی ایک دوسرے کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔ (مشکاۃ المصابیح، جلد 3، صفحہ 1332، مطبوعہ المکتب الاسلامی، بیروت)

حدیث مبارک میں "أعاجم" سے مراد اُس زمانے کے فارسی اور رومی تھے۔ وہ لوگ اپنے سلاطین کے آگے محض ان کے مال اور منصب کی خاطر کھڑے ہوتے تھے، لہذا اِس روایت میں حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے عجمیوں کی طرح مال و منصب کی وجہ سے قیام سے منع فرمایا ہے، چنانچہ اِسی روایت کے تحت "مرقاۃ المفاتیح" میں ہے : "أي: لماله ومنصبه وإنما ینبغي التعظیم

للعلم والصلاح" ترجمہ: (ایسے کھڑے نہ ہو، جیسے فارسی اور رومی) مال اور عہدے کی وجہ سے (کھڑے ہوتے ہیں)، جبکہ تعظیم تو صرف علم اور نیکی کی وجہ سے ہونی چاہیے۔ (مرقاۃ المفاتیح، جلد 7، صفحہ 2974، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، لبنان)

صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم کو نفسِ قیام میں اُن سے مشابہت کی وجہ سے منع کیا گیا، ورنہ اُن کا قیام مال و منصب کی خاطر نہیں تھا، بلکہ وہ تو خالص نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کرنے والے تھے، چنانچہ اِسی شرح میں ہے: "فإنهم لا شك أنهم إنما قاموا الله وتعظيما لرسول الله" ترجمہ: اس میں تو کسی طرح کا شک نہیں کہ صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم صرف رضائے الٰہی اور تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے لیے کھڑے ہوئے تھے۔ (مرقاۃ المفاتیح، جلد 7، صفحہ 2974، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، لبنان)

اِسی "اعاجم" والی حدیث کے تحت "شرح سنن اَبی داوَد لابن رسلان" میں ہے: "والمراد بالأعاجم: فارس والروم۔۔۔ وفيه: النهي عن قيام الغلمان والأتباع على رأس متبوعهم الجالس لغير حاجة؛ لأنه من أفعال المتكبرين، وأما القيام للوالد والفضلاء إذا دخلوا فليس من هذا، دلت عليه الأحاديث" ترجمہ: اعاجم سے مراد فارس اور روم کے لوگ ہیں۔ اس حدیث میں خدام اور متبعین کے اپنے بیٹھے ہوئے پیشوا کے سامنے بلاضرورت کھڑے رہنے کی ممانعت ہے، کیونکہ یہ متکبرین کا انداز ہے، البتہ والد یا بزرگوں اور اہل علم کے آنے پر ان کے احترام میں کھڑے ہونا، اس ممانعت میں شامل نہیں ہے، کیونکہ دیگر احادیث سے یہ بات ثابت ہے۔ (شرح سنن اَبی داوَد لابن رسلان، جلد 19، صفحہ 585، مطبوعہ دار الفلاح، مصر)

دوسری حدیث:

"سنن الترمذی" میں ہے: "لم يكن شخص أحب إليهم من رسول الله صلى الله عليه وسلم، وكانوا إذا رأوه لم يقوموا لما يعلمون من كراهيته لذلك" ترجمہ: صحابہ کرام کو نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی بھی پیارا نہیں تھا، اس کے باوجود وہ جب آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے تو کھڑے نہیں ہوتے تھے، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اس بات کو ناپسند فرماتے ہیں۔ (جامع الترمذی، جلد 04، صفحہ 466، مطبوعہ دار الغرب الاسلامی، بیروت)

شارحینِ حدیث نے "کراہیت" کی تین وجوہات بیان کی ہیں۔ (1) نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم عاجزی فرماتے ہوئے اِس قیام کو ناپسند کرتے تھے۔ (2) متکبرین کے انداز کی مخالفت کرتے ہوئے آپ اِس قیام کو ناپسند فرماتے تھے۔ (3) جب دو افراد کے مابین محبت بروجہ کامل ہو، تو اُس محبت کو ظاہر کرنے کے لیے مختلف انداز میں اظہار کی حاجت بھی نہیں رہتی، نیز دونوں کے درمیان تکلفات اٹھ جاتے ہیں کہ تکلفات باقی رہنا ایک قسم کی اجنبیت پر دلیل ہے، لہذا آپ اِن تکلفات کو ناپسند جانتے تھے۔

پہلی وجہ یعنی عاجزی کے متعلق "شرح المصابیح لابن الملک" میں ہے: "إنما كره صلى الله عليه وسلم أن يقام له للتواضع" ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے محض عاجزی کی وجہ سے اپنے لیے کھڑے ہونے کو ناپسند فرمایا تھا۔ (شرح المصابیح لابن الملک، جلد 05، صفحہ 184، مطبوعہ ادارۃ الثقافۃ الاسلامیۃ)

دوسری وجہ یعنی متکبرین کے انداز سے بچنے کے متعلق "مرقاۃ المفاتیح" میں ہے:"تواضعا لربه ومخالفة لعادة المتكبرين والمتجبرين، بل اختار الثبات على عادة العرب في ترك التكلف في قيامهم وجلوسهم، وأكلهم وشربهم، ولبسهم ومشيهم، وسائر أفعالهم وأخلاقهم، ولذا روي: "«أنا وأتقياء أمتي برآء من التكلف" ترجمہ:(نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا اپنے لیے قیام کو ناپسند فرمانا) اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی اور متکبر وجابر لوگوں کے طریقے کی مخالفت کے لیے تھا، بلکہ آپ نے عربوں کے اُسی سادہ طریقے پر قائم رہنے کو ترجیح دی، جس میں اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے، پہننے اوڑھنے، چلنے پھرنے اور اپنے تمام کاموں اور عادات میں کوئی تکلف اور بناوٹ نہیں ہوتی تھی۔ اسی لیے روایت میں آتا ہے کہ میں اور میری امت کے پرہیزگار لوگ تکلف سے پاک ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح، جلد 7، صفحہ 2974، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، لبنان)

تیسری وجہ یعنی ترکِ تکلفات کے متعلق "الکاشف عن حقائق السنن" میں ہے:"لعل الكراهية للمحبة والاتحاد الموجب لرفع التكلفة والحشمة، يدل على قوله: ((لم يكن شخص أحب إليهم من رسول الله صلى الله عليه وسلم)؛ قال الشيخ أبو حامد: مهما تم الاتحاد خفت الحقوق فيما بينهم مثل القيام والاعتذار والثناء؛ فإنها وإن كانت من حقوق الصحبة لكن في ضمنها نوع من الأجنبية والتكلف. فإذا تم الاتحاد، انطوى بساط التكلف بالكلية، فلا يسلك به إلا مسلك نفسه؛ لأن هذه الآداب الظاهرة عنوان الآداب الباطنة وصفاء القلب، ومهما صفت القلوب استغنى عن تكلف إظهار ما فيها. فالحاصل أن القيام وتركه بحسب الأزمان والأحوال والأشخاص" ترجمہ:(آپ کی) ناپسندیدگی کی وجہ وہ محبت اور گہرا تعلق تھا، جو آپسی تکلف کو ختم کر دیتا ہے، جس کی دلیل یہ جملہ ہے کہ صحابہ کرام کو نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی بھی پیارا نہ تھا۔ امام غزالی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا: جب بھی آپس میں دلی تعلق اور باہم اتحاد کامل ہو جاتا ہے، تو باہمی حقوق کے ظاہری تقاضے، مثلاً کھڑے ہونا، معذرت کرنا اور تعریف کرنا، کم ہو جاتے ہیں، کیونکہ اگرچہ یہ چیزیں حقوقِ صحبت سے ہیں، لیکن ان میں ایک طرح کی بیگانگی اور تکلف کا عنصر پایا جاتا ہے، لیکن جب کامل قلبی وابستگی اور اتحاد ہو جائے، تو بساطِ تکلف بالکل لپٹ جاتی ہے اور انسان دوسرے کے ساتھ وہی برتاؤ کرتا ہے، جو اپنے ساتھ کرتا ہے، کیونکہ یہ ظاہری آداب دراصل باطنی ادب اور دل کی صفائی کا پتہ دیتے ہیں اور جب دل صاف ہو جائیں، تو دل کی بات کو تکلف سے ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ پس حاصل کلام یہ ہے کہ کسی کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا یا نہ ہونا، زمانوں، حالات اور افراد کے مطابق مختلف ہوتا ہے۔ (الکاشف عن حقائق السنن، جلد 10، صفحہ 3067، مطبوعہ مکتبۃ نزار)

یونہی شیخ عبد الحق محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (وِصال: 1052ھ/1642ء) لکھتے ہیں:"قد سبق أن هذه الكراهية لم تكن للنهي، بل لرفع التكلف وصفاء المحبة. فالقيام يختلف بحسب الأزمان والأحوال والأشخاص" ترجمہ: پہلے یہ بات گزر چکی ہے کہ یہ ناپسندیدگی کسی ممانعت کی وجہ سے نہیں تھی، بلکہ تکلف کو دور کرنے اور خالص محبت کی وجہ سے تھی، لہذا کھڑا ہونا مختلف زمانوں، حالات اور شخصیات کے لحاظ سے بدلتا رہتا ہے۔ (لمعات التنقیح، جلد 08، صفحہ 58، مطبوعہ دار النوادر، دمشق)

تعظیماً قیام کا ثبوت:

نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدہ فاطمہ کے لیے اور آپ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے لیے تعظیماً قیام فرمایا، چنانچہ "سنن اَبی داوٗد" میں ہے: "كانت إذا دخلت عليه قام إليها، فأخذ بيدها، وقبلها، وأجلسها في مجلسه، وكان إذا دخل عليها قامت إليه فأخذت بيده فقبلته، وأجلسته في مجلسها" ترجمہ: حضرت سیدہ فاطمہ زہرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہَا جب نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتیں، تو حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم قیام فرماتے، آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہَا کا ہاتھ پکڑتے، اُسے چومتے اور اُنہیں اپنی جگہ پر بٹھاتے اور یونہی جب نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہَا کے پاس تشریف لے جاتے، تو آپ تعظیماً کھڑی ہو جاتیں، آپ کا دستِ مبارک تھامتیں، اُسے چومتیں اور آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔ (سنن ابی داوٗد، جلد 07، صفحہ 506، مطبوعہ دار الرسالۃ العالمیۃ، بیروت)

نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو حضرت سعد رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہُ کے لیے قیام کا حکم دیا، چنانچہ "صحیح البخاری" میں ہے: "أن أهل قريظة نزلوا على حكم سعد، فأرسل النبي صلى الله عليه وسلم إليه، فجاء، فقال: قوموا إلى سيدكم" ترجمہ: جب بنو قریظہ نے حضرت سعد رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہُ کے حکم پر ہتھیار ڈال دیے، تو نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے پاس (آپ کو بلانے کے لیے) اپنا نمائندہ بھیجا۔ جب آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہُ حاضر ہوئے، تو نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاوٗ۔ (صحیح البخاری، جلد 08، صفحہ 59، مطبوعہ دار طوق النجاۃ، بیروت)

اِس روایت کے تحت "مرقاۃ المفاتیح" میں ہے: "في الحديث إكرام أهل الفضل من علم أو صلاح أو شرف بالقيام لهم إذا أقبلوا، هكذا احتج بالحديث جماهير العلماء. وقال القاضي عياض: القيام المنهي تمثلهم قياما طول جلوسه، وقال النووي: هذا القيام للقادم من أهل الفضل مستحب، وقد جاءت أحاديث ولم يصح في النهي عنه شيء صريح، وقد جمعت كل ذلك مع كلام العلماء عليه في جزء وأجبت فيه عما يوهم النهي عنه" ترجمہ: اس حدیث میں اہل علم، صالحین اور شرف دینی رکھنے والوں کے آنے پر ان کے احترام میں کھڑے ہونے کا ثبوت ملتا ہے اور علماء کی اکثریت نے اسی حدیث سے حجت پکڑی ہے۔ قاضی عیاض رَحۡمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ فرماتے ہیں کہ جس کھڑے ہونے سے منع کیا گیا ہے، وہ یہ ہے کہ جب تک کوئی بڑا بیٹھا رہے، لوگ اس کے سامنے مسلسل کھڑے رہیں۔ امام نووی رَحۡمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ فرماتے ہیں کہ کسی معزز شخصیت کے آنے پر کھڑے ہونا مستحب ہے، اس بارے میں احادیث مروی ہیں اور اس کی ممانعت میں کوئی واضح اور صحیح بات ثابت نہیں ہے۔ میں نے ان تمام احادیث کو علماء کے اقوال سمیت ایک رسالے میں جمع کر دیا ہے اور اس میں ان تمام شبہات کے جوابات دیے ہیں جن سے بظاہر ممانعت کا وہم ہوتا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح، جلد 7، صفحہ 2972، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، لبنان)

حضرتِ طلحہ بن عبید اللہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہُ نے حضرتِ کعب رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہُ کے لیے قیام کیا، چنانچہ "صحیح البخاری" میں ہے: "قال ابن مسعود علمني النبي صلى الله عليه وسلم التشهد وكفي بين كفيه وقال كعب بن مالك دخلت المسجد فإذا برسول الله صلى الله عليه وسلم فقام إلي طلحة بن عبيد الله يهرول حتى صافحني وهنأني" ترجمہ: حضرت ابن مسعود رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہُما

فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے مجھے تشہد سکھائی اور میری ہتھیلی نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان تھی۔ حضرت کعب بن مالک رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کہتے ہیں کہ میں مسجد میں داخل ہوا، تو وہاں نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کھڑے ہوئے، میری طرف خوشی سے لپکے، مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھے مبارک باد دی۔ (صحیح البخاری، جلد08، صفحہ59، مطبوعہ دار طوق النجاۃ، بیروت)

الغرض! جو شرعاً مستحق تعظیم ہے، اُس کے لیے کھڑے ہونا، جائز بلکہ مستحب ہے اور جن روایات سے ممانعت ظاہر ہوتی ہے، اُن کا خاص محمل ہے۔ علامہ ابنِ عابدین شامی دِمشقی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (وِصال: 1252ھ/1836ء) لکھتے ہیں: ”يجوز بل يندب القيام تعظيما للقادم إلخ أي إن كان ممن يستحق التعظيم قال في القنية: قيام الجالس في المسجد لمن دخل عليه تعظيما، و قيام قارئ القرآن لمن يجيء تعظيما لا يكره إذا كان ممن يستحق التعظيم، وفي مشكل الآثار القيام لغيره ليس بمكروه لعينه إنما المكروه محبة القيام لمن يقام له، فإن قام لمن لا يقام له لا يكره. قال ابن وهبان أقول: وفي عصرنا ينبغي أن يستحب ذلك أي القيام لما يورث تركه من الحقد والبغضاء والعداوة لا سيما إذا كان في مكان اعتيد فيه القيام، وما ورد من التوعد عليه في حق من يحب القيام بين يديه كما يفعله الترك والأعاجم“ ترجمہ: آنے والے کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا، جائز بلکہ مستحب ہے، یعنی اگر وہ ایسا شخص ہو جو احترام کا حقدار ہو۔ ”القنیۃ“ میں ہے کہ مسجد میں بیٹھے ہوئے شخص کا آنے والے کے احترام میں کھڑا ہونا اور تلاوت کرنے والے کا کسی آنے والے کی تعظیم میں کھڑا ہونا، مکروہ نہیں ہے، بشرطیکہ آنے والا تعظیم کا مستحق ہو۔ اور ”مشکل الآثار“ میں ہے کہ کسی کے لیے کھڑا ہونا بذاتِ خود ناپسندیدہ نہیں ہے، بلکہ ناپسندیدہ بات یہ ہے کہ جس کے لیے کھڑا ہوا جا رہا ہے، وہ خود اپنے لیے کھڑے ہونے کو پسند کرتا ہو، لہٰذا اگر کوئی ایسے شخص کے لیے کھڑا ہو جائے، جو اس کی چاہت نہیں رکھتا، تو یہ مکروہ نہیں ہے۔ علامہ ابن وہبان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ہمارے دور میں اس طرح کھڑے ہونے کو مستحب قرار دینا چاہیے، کیونکہ اسے چھوڑنے سے دلوں میں کینہ، بغض اور دشمنی پیدا ہوتی ہے، خاص طور پر ایسی جگہوں پر جہاں کھڑے ہونے کا رواج بن چکا ہو اور اس معاملے میں جو وعید آئی ہے وہ اس شخص کے لیے ہے، جو اپنے سامنے لوگوں کے کھڑے رہنے کو پسند کرتا ہو، جیسا کہ ترک اور دیگر غیر عرب لوگ کرتے ہیں۔ (رد المحتار مع در مختار، جلد21، کتاب الحظر والإباحۃ، صفحہ498، مطبوعہ دار الثقافۃ والتراث، دمشق)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: FSD-10070

تاریخ اجراء: 13 محرم الحرام 1448ھ/29 جون 2026ء